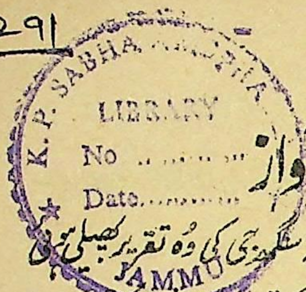
واقعات اور دلائل کا ذخیرہ



# دردِ دل

مہاتما سردار بدھ سنگھ جی کی ایک معرکۃ الآرا تقریر




# صداقت کی آواز

آنے والے صفحات پر مہاتما سردار بدھ سنگھ جی کی وہ تقریر پھیلی ہوئی ہے جو موصوف نے ۲۶ جنوری ۱۹۵۳ء کو یوم جمہوریت کی تقریب پر ..... قصبہ میں ایک ایسے اجتماع کے سامنے ارشاد فرمائی جس میں ہزاروں دیہاتی کسان اور قصباتی عوام جمع تھے۔ سردار صاحب محترم کی یہ تقریر ان کی چند ایسی غیر معمولی تقریروں میں سے ایک ہے جو کسی خاص تاریخی تقریب پر کی جاتی ہیں۔ اس تقریر کے دوران میں ریاست جموں و کشمیر کے بنیادی مسائل پر آپ نے دل کھول کر بحث کی ہے۔ اور اپنے نقطۂ نگاہ پر مکمل روشنی ڈالی ہے۔ اس تقریر میں سردار صاحب موصوف نے خاص کر وقت کے ایک سوال یعنی پرجا پریشد کی خطرناک ایجی ٹیشن کے تباہ کن نتائج کو بے نقاب کر کے دکھایا ہے۔ اور ریاست کی پوری سیاسی جد و جہد کی ساری تاریخ اس طرح بیان کر دی ہے کہ گویا گاگر میں ساگر بھر دیا گیا ہو۔ یقین ہے کہ جو لوگ اس تقریر کو غور سے پڑھیں گے وہ محسوس کریں گے کہ ع

"کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے"

اور ان کے ذہن میں دلائل اور واقعات کی ایک ایسی تصویر کھینچ جائے گی کہ پریشد کا پروپیگنڈا ان پر کارگر نہ ہو سکے گا۔

پروفیسر جیالال تعمیری،

۲۶ جنوری ۱۹۵۲ء بمقام بشناہ تحصیل رنبیر سنگھ پورہ نیشنل کانفرنس کے ایک بھاری جلسہ میں جسمیں چار ہزار سے زائد حاضری تھی مہاتما سردار بدھ سنگھ جی ممبر نیشنل کانفرنس جموں نے جو تقریر کی۔ اس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں:۔

بھائیو اور ساتھیو! اگرچہ نیشنل کانفرنس کے متعلق آپ بہت کچھ جانتے ہیں اس کے پروگرام اور کام سے آپ کو واقفیت ہے تاہم نیشنل کانفرنس کے مقاصد اور موجودہ وقت میں اس کے فرائض آپ کو ضرور سمجھ لینا چاہیئے۔ مگر اس سے پیشتر جو چند سالوں سے ایک پارٹی پرجا پریشد کے نام سے سامنے آئی ہے اور جس نے کافی ہلڑ بازی اور شور و شر برپا کیا ہے اسے بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ در اصل یہ پارٹی کیسے بنی۔ اور پہلے یہ کیا تھی۔ اور اس کا کیا پروگرام و ارادہ تھا۔

## ہندو سنگٹھن پارٹی

ہندوستان میں راشٹریہ سیوک سنگھ پارٹی نے اسی طرح شور برپا کیا۔ اور ایجی ٹیشن شروع کی جس کا پروگرام یہ تھا کہ ہندو راج قائم کیا جائے جس کا مقصد تھا کہ باقی اقلیتوں سکھوں، عیسائیوں، ہریجنوں اور مسلمانوں کو جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ یا تو غلام رکھا جائے۔ یا ان کے لئے ہندوستان میں رہنا مشکل بنا دیا جائے۔ اس فرقہ پرست جماعت کو دوسرے فرقہ جات کے لوگ ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ حالانکہ کانگرس اور مہاتما گاندھی کے نصب العین پروگرام کے مطابق آزاد ہندوستان میں ہر ایک انسان کو بلا لحاظ مذہب و ملت ترقی کرنے کے ایک جیسے مواقع حاصل ہونے چاہیئں۔ اور مساوات، یکجہتی، رواداری، بھائی چارہ اور مکمل اتحاد و اتفاق سے سب بھائی بھائی کی طرح رہ کر ہندوستانی ہونے کے ناطے رہ سکتے ہیں۔ سب کو اپنے اپنے مذہب کی آزادی ہے اور سب کے حقوق و جان و مال محفوظ ہو گیا۔

## مرحوم سردار پٹیل کا اقدام

جب سنگھ پارٹی کی تخریبی کاروائیوں نے کانگرس اور مہاتما گاندھی کے پروگرام و آدرش میں خلل پیدا کیا۔ اور فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے میں اس قدر سرگرمی دکھائی کہ خود گاندھی جی کی جان ان کے ظلم سے نہ بچ سکی تو اُس وقت کے ہوم منسٹر سردار پٹیل جی سورگباشی نے جو لا اینڈ آرڈر کے انچارج تھے ہزاروں سنگھیوں کو جیل میں ڈالدیا۔ اور اس جماعت کی خطرناک حرکات کی وجہ سے اسے خلاف قانون جماعت قرار دیا گیا۔

## جموں کی سنگھ پارٹی

یہاں بھی سنگھ پارٹی ہندوستان کی سنگھ پارٹی کی شاخ قائم تھی جس کے سنگھ سنچالک یعنی پردھان پنڈت پریم ناتھ صاحب تھے جب یہاں بھی یہ پارٹی بند کرنا پڑی۔ تو اسے توڑا نہ گیا۔ بلکہ سنچالک صاحب نے اس کی سرگرمیاں ملتوی کردیں۔ اور وہ اب تک سنچالک ہی ہیں۔ چونکہ ان کو اپنی سابقہ سرگرمیاں اور پروگرام فرقہ پرستی کا جاری رکھنا مطلوب تھا۔ لہذا اس پارٹی کا نام پرجا پریشد رکھا گیا۔

## پریشد کس کی ہے

پرجا پریشد میں وہی لوگ ہیں جو جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ نظام اور شخصی راج کے پرزے تھے۔ اور ساہوکاراں اور سودخواراں بھی شامل ہو گئے کیونکہ جن کو عوامی راج سے زک پہنچی۔ اور جن کے مفاد خصوصی کو نقصان ہوا۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار بند ہوا۔ وہ اس تلاش میں تھے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو تاکہ وہ اس بات کا انتقام لیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی فرقہ پرست جماعتیں ہندو مہا سبھا، جن سنگھ بھی یہاں کی پرجا پریشد کی حمایت کر رہی ہے۔ اور دراصل کانگرس اور گورنمنٹ آف انڈیا کے خلاف ایجی ٹیشن کا میدان انہوں نے پرجا پریشد کو آلۂ کار بنا کر جموں میں شروع کر رکھا ہے ہر قسم کی امدادان کو کھلے طور پر باہر سے مل رہی ہے۔

## پرلیشد کی امن سوز حرکات

جہاں یہ موجودہ گورنمنٹ جموں وکشمیر کے برخلاف ہلڑبازی اور دہشت زدگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے۔ وہاں نیشنل کانفرنس کے برخلاف زہر اُگلتے ہیں۔ اور نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کو دھمکیاں دیتے ہیں کسی کو کہتے ہیں کہ تمہیں مار دیں گے کسی کو ڈراتے ہیں کہ تمہارا گھر جلا دیں گے۔ غرضیکہ عجیب قسم کی دہشت زدگی پھیلا رکھی ہے اور وہ وہ امن سوز حرکات کی ہیں جو کسی ملک میں برداشت نہیں کی جاسکتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نیشنل کانفرنس کیوں بنائی گئی۔ اور اس کا مقصد کیا ہے۔ اور اس نے کیا کام کیا ہے۔ پہلے مسلم کانفرنس تھی لیکن جب شیخ صاحب کو جموں کی غریب جنتا بالخصوص ہریجنوں کی حالت زار دکھائی گئی۔ اور ان کی درد بھری کہانی سُنائی کہ کس طرح اونچی ذات کے ہندو اس کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کرتے ہیں۔ ان رام کے نام لیواؤں، کرشن جی کے بھگتوں کو جو ہندو ہیں اور ساری کریا اور رسم و رسوم ہندوؤں کی کرتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ چھونا گوارا نہیں کرتے۔ ان کو کنوؤں پر پانی بھرنے نہیں دیتے۔ روٹی کھلانی تو درکنار غرضیکہ اس کے مکانات کو ٹھیک بنانے کا کام یہ غریب کرتے ہیں۔ گھاس کاٹتے ہیں۔ لکڑی لاتے ہیں مکانوں کی مرمت کرتے ہیں۔ مال چرائی کرتے ہیں۔ اور قصبہ و شہروں کے لوگوں اور دولت مندوں کے سارے کام، ادنےٰ سے ادنےٰ کام یہ کرتے ہیں۔ پھر بھی ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک نہیں کیا جاتا۔ ان کو حقیر ذلیل اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ ان کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں۔ جائداد نہیں گھر گھاٹ نہیں۔ دوسروں کے رحم پر ہیں ہر وقت دکھی پریشان۔ اور در بدر رہیں۔ یہ ہندو راج میں ان غریب ہندوؤں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ اس ساری کیفیت کو سُننے کے بعد شیخ صاحب حیران ہوئے۔ اور ان کو بڑا دکھ ہوا۔ کہ ہندوستان میں ان غریب محنتی لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک

انسانیت سلوک ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ شیخصاحب کو جب بتایا گیا، اور دکھایا کہ ٹھکر جن کو ووٹین لینے۔ اور اپنے لئے شادی بیاہ کے سلسلہ میں وسعت پیدا کرنے کے سلسلے میں ٹھاکر بنایا ہے۔ حالانکہ بیچارے اب تک اکثر غریب، لاچار اور قرضدار ہیں۔ ان سے بیگار لی جاتی رہتی۔ اور یہ لوگ مع غریب ہری جنوں اور مسلمانوں کے بھیڑ بکری کی طرح پڑاؤ جات پہ بند رکھے جاتے تھے۔ اور پھر سرکاری ڈیرہ جات اور بڑے افسروں و انگریز شکاریوں سیاحوں کے بوجھ اٹھا کر اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھنے کے لئے مجبور کئے جاتے تھے۔ بوجھ اٹھا اٹھا کر ان کی پیٹھ زخمی ہو گئی۔ اور اب تک داغ موجود ہیں۔ جب اس قسم کی مصیبت اور دکھ ان کا شیخصاحب نے دیکھا۔ تو پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اصلی دہرم و ایمان اور انسانیت یہی ہے کہ جو بھی غریب مظلوم، غلام دکھی اور نیچے پڑا ہے۔ اسے اٹھایا جائے۔ اور اسے آزادی دلائی جائے۔ اسے زندہ رکھنے کا سامان پیدا کیا جائے۔

## دہرم کے ٹھیکیدار

ایک ٹھکر گدی ہندو غریب مقروض کا حال جب شیخصاحب کو سنایا گیا کہ چار روپیہ نقد اور چھ سیر دانے اس بیچارے نے قرض لئے بیس برس ساہوکار کی ملازمت کی غلام بن کر رہا۔ اور چار سو روپیہ ادا کر چکا ہے۔ ابھی چار سو باقی ہیں۔ مقروض غریب ہندو ہے۔ منصف ہندو ہے۔ پیادہ ہندو ہے گواہ ہندو ہے۔ ساہوکار بھی ہندو ہے۔ راج بھی ہندو کا ہے۔ اب بتائیے کہ کیا کشمیر میں بھی ظلم ہے۔ یا ان ہندوؤں پر ظلم ہے۔ اس ساری کیفیت کو سننے اور حقیقت حال سے واقفیت پیدا کرتے ہوئے یہ ضروری ہو گیا کہ ایک ایسی جماعت بنائی جائے جو تمام مذہب کے دکھیوں کی جماعت جہاں انسانی رشتہ مقدم ہو۔ جس میں ہر مذہب و ملت، رنگ و نسل کا دیش باشی شامل ہو سکے۔ شیخصاحب کو پہلے سے ہی احساس تھا

اور دوسرے ساتھیوں کو بھی کہا گیا کہ جب صاحب العالمین کی ہم صفت و ثنا کرتے ہیں۔ اس کے آگے سجدے کرتے ہیں۔ اور اس سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور پیغمبر کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں۔ تو پھر عالم کے رب سارے جہاں کے مالک خدا کے بندے ہندو اور سکھ بھی ہیں۔ اس لئے آزادی کا مسئلہ فرقہ وارانہ طریق پر حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ قوم پرستی کے پروگرام پر چلنے سے حل ہوسکتا ہے۔ اس لئے جب تک سارے ہندو، مسلم، سکھ، بودھ، عیسائی غرضیکہ جو بھی انسان اس دیش میں رہتا ہے اور جو بھی مظلوم و غلام ہے۔ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے آزادی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ جب یہ باتیں طے ہوئیں۔ اور ہم سب اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ نیشنل کانفرنس بنائی گئی اور اس میں ہر کسی کو شامل ہونے کی اجازت ہوگئی۔

## نیشنل کانفرنس اور میں

میں جو پہلے سے ہی فرقہ پرستی کے سخت خلاف تھا۔ اور قوم پرستی کے پروگرام اور سانجھے جتھے کے بنانے کے لئے کوشش میں تھا اس میں شامل ہوگیا۔ اور شیخ صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس دیش کی آزادی اور ترقی کے لئے جو جدوجہد ہوئی۔ اس میں حصہ لیا گیا۔ اور نیشنل کانفرنس کا جتھا تیار کیا گیا۔ جو مل بیٹھ کر تمام حقوق انسانی، سیاسی آزادی و اقتصادی ترقی کے سامان پیدا کرنے اور دکھ، تکلیف اور غریبی، بے بسی، غلامی کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور نیشنل کانفرنس کا شروع سے ہی یہ نصب العین اور پروگرام رہا ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے محنت کش طبقہ غریب مزدور اور کسان کی حالت کو سدھارا جائے۔ اس دکھی طبقہ کی زندگی کا معیار بلند کیا جائے۔ صدیوں سے یہ ظلم و ستم اتیاچار اور بے انصافی کاشتکار ہو رہا ہے۔ اس کی خبر گیری چاہیئے۔ چنانچہ کافی جدوجہد اور قربانیوں و مصائب [illegible]

کرنے عذاب سہنے کے بعد آزادی حاصل ہوئی ۔ اور یہ محض نیشنل کانفرنس کی کوششوں
اور مسلسل جدوجہد اور قربانیوں کا نتیجہ ہے ۔

## محنت کش مزدور

کون نہیں جانتا کہ دنیا میں جس قدر عالی شان عمارات ۔ مندر مسجدیں ۔ گوردوارے ۔ محلات ۔ سرائیں ہوٹل ۔ مکانات وغیرہ ہماری رہائش کے لئے سردی گرمی سے بچنے کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ ان کو بنانے والا غریب مزدور ہے جس نے چونے کی بھٹی میں جان دی صحت و جسم و جان کو برباد کیا ۔ کوئلہ کی کانوں میں دم توڑا ۔ دور دور سے پتھر اپنی پیٹھ پر لائے ۔ جنگلات سے لکڑی لائی ۔ اور پھر خود دن رات کر کے ہمارے لئے اچھے اچھے مکانات بنائے ۔ مگر بدقسمتی سے یہ غریب طبقہ دنیا کے لئے آرام گاہیں گھر مکان بنانے والا خود بے گھر رہا ۔ اور آسمان کی چھت کے نیچے بسر کر رہا ہے اور بمشکل گھاس کی جھونپڑی اور ٹوٹا پھوٹا کچا مکان کوٹھ سر چھپانے کے لئے سب کو میسر نہ آسکا ۔ آخر ان لوگوں کو جو اچھے اچھے مکانات میں آرام سے رہتے چلے آئے ہیں ۔ اس غریب دنیا کو پھر پرماتما خدا کے حضور میں جواب دینا ہوگا کہ اس قدر خدمت سیوا کا کام کرنے والے لوگوں کا گھر نہیں بن سکا ۔ اور وہ دکھی ہیں اس لئے ہم نے ایک جھنڈا نشان تجویز کیا جس کا رنگ سرخ رکھا گیا ۔ اب جب اس پر نشان تجویز کرنے کا وقت آیا ۔ تو ہل کا نشان لگایا گیا ۔ کیونکہ " ساریاں کلاں تے پیٹ ہلاں " کا مسئلہ سب جانتے ہیں جس قدر ادنے اعلے شاہ گدا گورا کالا چھوٹا بڑا انسان اس دنیا میں زندہ ہے ۔ وہ اس ہل کو کسی مٹی سے پیدا کئے ہوئے اناج خوراک کا محتاج ہے اور اسی کے سہارے جیتا ہے اور اس خوراک کی بدولت دنیا کے سارے کارخانے کام اور کاروبار چل رہا ہے ۔ مندر مسجد ۔ گوردواروں ۔ گرجوں کے پجاری پنڈت بھائی بھی سنت سی ۔ اللہ خدا واہگورو رام رام کہتے اور کتھا بارتا کر سکتے ہیں ۔ جب خوراک ملتی

ہے۔ کپڑا اور جھونپڑا میسر ہے ورنہ "بھوکے بھگت نہ کیجئے یہ مالا اپنی لیجئے" بھوکے دکھی غلام محتاج کا مذہب کیا اور دھرم کیا۔

## مزدور دشمن عناصر

جب نیشنل کانفرنس نے محنت کش طبقہ مزدور اور کسان کی ترقی آزادی بہتری کا نشان جھنڈا سرخ ہل والا بلند کیا۔ تو نہ معلوم کیوں ان لوگوں کو درد اٹھا اور غصہ آیا۔ جو خود اس محنت کش طبقہ کی کمائی پر زندہ ہیں۔ اور جن کی دکانیں اور گھر ان مزدوروں اور کسانوں کی دن رات کی محنت شاقہ اور کمائی سے بھری پڑی ہیں۔ آخر ایسے لوگ جو خود ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے اور دوکانوں اور گھروں میں آرام سے بیٹھے بٹھائے عیش و آرام کر رہے ہیں۔ اور سب چیزیں حاصل کئے ہیں۔ یہ کہاں سے آئی ہیں۔ کس نے پیدا کی ہیں۔ یہ لوگ تو خود ہل نہیں چلاتے۔ کام نہیں کرتے۔ دوسرے محنت کشوں کی کمائی ہڑپ کرتے ہیں۔ اور پھر جب کہ ان غریب محنت کشوں سیدھے سادھوں کو اوپر اٹھانے لگے لگانے اور ان کی خدمات کا صلہ دینے کے لئے ہم ان کا نشان جھنڈا اونچا کرتے ہیں تاکہ ان کو اوپر اٹھایا جائے۔ تو آج جو بھائی شور کر رہے ہیں۔ وہ اس جھنڈا اور نشان کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کے صریح یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ محنت کشوں اور غریب مزدوروں اور کسانوں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے۔ اور ان کو اوپر اٹھنے نہیں دیتے ہمیشہ انہیں دبا کر رکھتے اور پھر سے شخصی مطلق العنانہ راج و ظلم و ستم کے پنجہ میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور وہ بدستور سابق من مانی کاروائی کرنا چاہتے چند دن پہلے تک شخصی مطلق العنانہ حکومت راج کا جھنڈا جس نے ہمیں غلام بنائے رکھا۔ ان پرشدیوں کو پیارا تھا۔ اس وقت ان کو دو نشان دکھائی نہ دیتے۔ اور جب وہ مٹنا۔ اب ان کو ترنگا جھنڈا یاد آگیا۔

## یومِ جمہوریت

آج آزادی کا دن ہے۔ آج کے روز ہندوستان کے کروڑوں بھائیوں نے آزادی کا حلف لیا تھا۔ اور بے شمار قربانیوں، شہادتوں کے بعد آزادی نصیب ہوئی۔ جس مہاتما گاندھی جیسے مہان پرش دنیا کے بزرگ تر بڑی ہستی نے آزادی دلائی۔ اُس کا جھنڈا اُونچا کیا ہوا ہے۔ ملک نے کانگرس کا ساتھ دیا اور ایک زبردست طاقت سے انگریز کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس آزادی کو برقرار رکھنا اور اس جھنڈے کو بلند رکھنے کے لیئے ہمارے ہر ہندوستانی کو ہر وقت ہر قربانی کے لیئے تیار رہنا چاہیئے۔

## ترنگا جھنڈا

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم آج ہی یہ ترنگا جھنڈا نہیں لہرا رہے بلکہ جب اس کا لہرانا موت کو دعوت دیتا تھا۔ اور جب انگریز کی حکومت اس کے برخلاف تھی، خصوصاً ریاستوں میں کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کانگرس کا نام لے۔ یا جھنڈا لہرائے۔ اُس وقت نیشنل کانفرنس نے اس جھنڈے کو ہمالیہ کی چوٹیوں پر لہرایا۔ اور آڑے وقت میں کانگرس کا ساتھ دیا۔ اور کانگرس کے پروگرام کے مطابق دن منائے۔ اور ان کے ہر ریزولیوشن، پروگرام، جدوجہد میں حصہ لیا۔ اور اُسے منظور کیا۔ غرضیکہ انتہائی مشکلات کا مصائب کا سامنا کرتے ہوئے بھی نیشنل کانفرنس نے کانگرس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ آج تو ہندوستان آزاد ہے۔ اس جھنڈے کا لہرانا قابل فخر و عزت و انتہائی خوشی ہے۔ مگر جب کانگرس زیر عتاب تھی انتہائی ظلم ہو رہا تھا۔ اس وقت اس کا لہرانا معنی رکھتا تھا۔ ہم نے اُس وقت بھی اس کو لہرایا۔ جب آج کے پریذیڈنٹ انگریز کے یونین جیک کو سلامی دیتے تھے اُس زمانہ میں اس جھنڈے کے نیچے حلف لینے والوں نے بہت مصیبتیں جھیلیں۔ عذاب سہے اور شہادت کے جام پیئے۔ پھانسیوں پر لٹکے۔ جیل کی سلاخوں کے پیچھے دم

توڑا۔ آزادی حاصل ہوئی مگر خاص قیمت دینی پڑی۔ اب اس کا قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔ جب تک ہر طرح مکمل اتحاد و اتفاق نہ ہو۔ اور مہاتما گاندھی جی کے پروگرام و آدرش پر عمل نہ کیا جائے۔ تب تک آزادی کا برقرار رہنا مشکل ہے۔ اور جب تک فرقہ پرستی کا زہر دُور نہیں کیا جاتا۔ اور جاگیردارانہ سرمایہ دارانہ نظام قطعاً ختم نہیں کیا جاتا۔ اور محنت کشوں کو مطمئن نہیں کیا جاتا۔ آزادی قائم نہیں رہ سکتی۔ آج پرجا پریشدی بھی اس جھنڈے کو لہراتے ہیں۔ اور اس کے لئے شور کرتے ہیں مگر کیا انہیں یاد نہیں رہا کہ جس جواہر لعل جی کے بُلند کئے ہوئے ترنگے جھنڈے کے لئے آج وُہ اس قدر بیتاب دکھائی دیتے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں یہاں سے چل کر قریباً ساڑھے تین سو میل کوہالہ پر جا کر کالی جھنڈیوں سے انہوں نے جواہر لعل جی کا "سواگت" کیا۔ اور ان کو "گو بیک" کہا۔ اور ریاست کی طرف سے ان کی گرفتاری پر خوشیاں منائیں۔

## قول اور عمل میں منافقانہ تضاد

آج یہ نیشنل کانفرنس سے بڑھ کر اس جھنڈے کے حامی نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت تک متواتر مسلسل اور پُوری کوشش سے گورنمنٹ آف انڈیا اور کانگرس جس کا یہ ترنگا جھنڈا ہے کی انتہائی مخالفت اور دُشمنی کر رہے ہیں۔ اور ہندوستان کی اُن فرقہ پرست پارٹیوں کے ساتھ شامل ہے۔ ان سے سہائتا لے رہے ہیں۔ ان کے اشارے پر ناچ رہے ہیں جو گورنمنٹ آف انڈیا جواہر لعل جی اور راشٹرپتی راجندر پرشاد جی اور کانگرس کا تختہ اُلٹنا چاہتے ہیں۔ اور بجائے ترنگا جھنڈا کے بھگوہ جھنڈا صرف ایک فرقہ کا لگانا چاہتے ہیں اور ایک فرقہ کا راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عجیب کیفیت ہے کہ یہ ہمیں آج ہندوستان میں لیجانے کے ٹھیکیدار بن بیٹھے ہیں۔ حالانکہ نیشنل کانفرنس نے شروع سے ہی ہند

کے ساتھ الحاق کر رکھا ہے اگر رائے شماری کی شرط امن و اطمینان ہونے کے بعد رکھی گئی ہے تو وہ گورنمنٹ آف انڈیا نے رکھی ہے اور اسے یو، این، او میں تسلیم کیا گیا ہے۔

## ہندوستان کے ساتھ الحاق

جب نیشنل کانفرنس پر مصیبت آئی تھی۔ اور طرح طرح کی سختیاں و مظالم اس پر شخصی گورنمنٹ کی طرف سے روا رکھے جاتے تھے اس وقت نہ تو جناح صاحب نے نہ ہی ہندو سبھا کے صدر نے نہ سنگ پارٹی نے نہ کسی اور پارٹی نے امداد کی۔ بلکہ مخالفت کرتے رہے۔ اور تماشہ دیکھتے رہے۔ ہاں اگر اسوقت سہارا دیا امداد دی آشیرباد دی تو جواہر لعل جی نے مولانا آزاد صاحب راجندر پرشاد جی اور مہاتما گاندھی جیسے مہاپرش نے۔ کیونکہ انہی نیتاؤں اور کانگرس کے ساتھ ہمارا کئی سالوں سے سمبندھ چلا آیا تھا۔ اس لئے ہندوستان کے ساتھ سمبندھ ہم نے محض متحدہ قومیت بھائی چارہ سیکیولرازم جمہوریت، یک جہتی رواداری پریم محبت ہر کسی کو ہر طرح کی آزادی ملنے اور ترقی کرنے کے اور مطمئن زندگی بسر کرنے کے مواقع حاصل کرنے کے لحاظ سے اور پھر مہاتما گاندھی جی جن کے آدرش اور پروگرام کو ہم اپنا چکے ہیں کے دیش میں شامل ہونے کا کیا ہے۔ اسے ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس لئے ان حالات میں آپ سب سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوستان کا کون خیر خواہ، وفادار اور بہی خواہ ہے اور کون اس کا مخالف و دشمن ہے۔

## دوست اور دشمن میں امتیاز کرو

دوست و دشمن کی تمیز کرنی چاہیئے محض دھوکہ اور فریب میں نہیں آنا چاہیئے۔ اگر کوئی رام نامی صافہ باندھ کر گلے میں مالا ڈال کر تلک لگا کر یا سادھو فقیر کا بھیس بنا کر اور رام جی و کرشن جی کی تصویر لے کر اور پھر راشٹرپتی کی تصویر لے کر دہشت زدگی پھیلانے، ہلڑ بازی کرکے دوسروں

کو مارنے قتل کرنے کی دھمکی دے اتنگ کرے۔ تشدد آمیز کاروائیاں کرے۔ اور امن کو برباد کرے۔ کوئی جرم کرے۔ تو وہ کیسے بخشا جا سکتا ہے "منہ میں رام رام بغل میں چھری" ایسا کام اب نہیں چلیگا۔ دُنیا کو دیر تک دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ ہر شخص پرجا پریشد کے گذشتہ کارناموں سے واقف ہے ۱۹۴۷ء میں یہاں جس قدر بیگناہوں کا قتل خون ہوا۔ اور جس طرح چھوٹے بچے عورتیں بوڑھے سب قتل کیئے گئے۔ اور لاکھوں روپیہ کا مال و اسباب لوٹا گیا۔ یہ خونی ڈرامہ کھیلنے والے بھی پرجا پریشدی بھائیوں کی پارٹیاں و جتھے تھے۔ ابھی پھر گذشتہ پاپوں، گناہوں ایتاچاروں کا پرائشچت نہیں ہو پایا کہ اب نیا فتنہ و فسادات اور خطرناک تباہ کن سامان پیدا کیا جا رہا ہے۔ پہلے ایک فرقہ کے بھائیوں کا صفایا انہوں نے کیا۔ اب باقی بچے ہوئے بھائیوں اور اپنے فرقہ کے غریب محنت کشوں مزدوروں اور کسانوں کی آزادی ترقی جتھہ بندی اور ان کے اتحاد و اتفاق و جھنڈے کے برخلاف انہوں نے چیلنج دے رکھا ہے ان کو خوف زدہ کرتے ہیں اور ان کو ختم کرنے اور بدستور سابق غلام بنانے اور ان کی کمائی ہضم کرنے اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے ڈلہ کھکر میدان میں آگئے ہیں۔ اور عملاً غریب طبقہ کے مفاد کے برخلاف کام کر رہے ہیں۔

## پریشد کی پُشت پر کون ہے؟

اتنا تو سوچو کہ ان کو یہ لاکھوں روپیہ کہاں سے آتا ہے اتنا کھلا خرچ یہ کس جگہ سے کرتے ہیں۔ ان کا بنک خزانہ کہاں ہے کون لوگ ان کی امداد کر رہے ہیں۔ کیا کمائی وہل ہاہی و کارخانے یہ چلاتے ہیں جس سے یہ ساری ایجی ٹیشن ہو رہی ہے اور روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ یہ ہندوستان کی فرقہ پرست جماعتوں اور یہاں کے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ساہوکاروں سے حاصل ہوتا ہے۔ سابقہ لوٹا ہوا مال تو ہضم ہو گیا ہے۔ اب نیا سامان ان کے ہاتھ آرہا ہے

ان کا تو گذارہ چل رہا ہے۔ ان کے لئے ایک دل لگی ہے مگر ملک و قوم کی تباہی کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور پاکستان کے ہاتھ مضبوط کئے جا رہے ہیں۔ آپ بھائی ذرا اتنا تو سوچیں کہ جن کو پاکستان جو ہمارا دشمن ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے بہادر اور ہیرو کہہ رہا ہے اور ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اور ان کی اس ہلڑ بازی ایجی ٹیشن پر خوشیاں منا رہا ہے ایسے لوگ کس طرح ہمارے دوست اور مربّی ہو سکتے ہیں۔ ان سے ہمیں کیا امداد مل سکتی ہے۔ یہ تو دشمن کی آواز بولتے ہیں اور اس کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں بمشکل تمام تھوڑے سے وقت سے جبکہ سیز فائر لائن ہوتی ہے پاکستانیوں سے فرصت ملی۔ اور سابقہ جنگ کی تباہیاں اور ظلم کے اثرات ابھی باقی ہیں کہ اب گھر میں قبائلی پیدا ہو گئے ہیں۔ اور اپنے گھر کو آگ لگا رہے ہیں۔ اور دشمن کو موقعہ دے رہے ہیں کہ وہ کسی وقت بھی حملہ آور ہو کر اندرونی بد امنی گڑبڑ کا فائدہ اٹھا کر ہمارے دیش پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔

**گذشتہ زمانے سے سبق**

آپ جانتے ہیں کہ جب جنگ ہوتی اور پاکستانی حملہ ہو۔ اس وقت کس قدر تباہی اور بربادی ہوتی۔ یہاں ساری زمین خالی تھی یہ دوکانداراں، ساہوکاراں جو آج دوکانوں پر مست بیٹھے ایجی ٹیشن میں شامل ہیں اسے ہوا دے رہے ہیں۔ اس وقت کہاں تھے۔ آج کس طرح اور کس کے انتظام اور امداد سے پھر واپس آباد ہوئے ہیں۔ دو تین فصل لگے تو یہ لوگ بھی آباد ہوئے اور محنت کشوں کسانوں کی کمائی سے زندہ ہیں۔ یہ جتنا سامان دوکانوں میں پڑا ہوا ہے۔ یہ محنت کشیں کسانوں نے دن رات کی محنت مشقت سے پیدا کر کے اپنے پیٹ کو باندھ کر اپنے بچوں کا منہ بند کر کے تمام چیزیں خوراک اناج، دودھ،

گھی میوہ سبزی مہیا کیا۔ اور پھر نیشنل کانفرنس نے ہر طرح سے امداد کی راشن پہنچایا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا۔ کپڑا، نمک، کھانڈ ضروریات زندگی مہیا کی گئی۔ آج یہ لوگ محنت کشوں کی قسمت سے کھیل رہے ہیں اور جس نیشنل کانفرنس نے ان کو آڑے وقت امداد کی۔ پھر سے آباد کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور پھر جس گورنمنٹ آف انڈیا کی بہادر فوج اب تک باڈر پر ہماری حفاظت کے لئے بیٹھی ہے ان سب کے خلاف ہلڑ بازی ہے۔

## ہندوستان کے خلاف کھلی سازش

جب گورنمنٹ آف انڈیا اور کانگرس اور ہندوستان کے برخلاف کاروائی ہو رہی ہے اور اس کے دشمن کے ساتھ پرجا پریشد کا ساز باز ہے اور ایک گہری سازش ہے تو اسے ہندوستان کا وفادار کیسے کہا جا سکتا ہے۔ پرجا پریشد ایک طرف نہ صرف نیشنل کانفرنس و موجودہ گورنمنٹ جموں و کشمیر کے برخلاف انتہائی مخالفت و دشمنی کر رہی ہے بلکہ گورنمنٹ آف انڈیا اور کانگرس کے برخلاف کھلی بغاوت کر رہی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا اور جواہر لعل جی، راشٹرپتی راجندر پرشاد جی و تمام نیتاؤں کے دشمنوں کے ساتھ کھلم کھلا ساز باز کر چکی ہے اور خطرناک فرقہ پرست پارٹیوں کے پروگرام کو چلا رہی ہے مگر دوسری طرف ترنگا جھنڈا۔ ایک ودھان، ایک پردھان کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ ان ہر سہ امور کے متعلق جو فیصلہ گورنمنٹ آف انڈیا اور پارلیمنٹ نے کیا۔ اُسے نہیں مانتے من مانی کاروائیاں کرتے ہیں۔ اور پھر یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ جموں کا ہند کے ساتھ مکمل الحاق کرنا چاہتے ہیں عجیب صورت ہے کیا مکمل الحاق کرنے کے یہی طور طریقے ہیں کہ کسی فیصلہ قانون قاعدہ کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔ یہ طریقے تو اس سمبندھ کو کمزور کرنے کے ہیں۔ میں نے "دل سے دل کی باتیں" ایک پمفلٹ

میں ان کا ذکر کیا ہے اُسے پڑھ لیں مگر بیچارے سادہ لوح کسان ان پڑھ اُسے کب پڑھ سکیں گے۔ اس لئے میں کچھ باتیں کہتا جا رہا ہوں۔

جب جواہر لال جی، پرائم منسٹر گورنمنٹ آف انڈیا اور کانگرسی نیتا پرجا پریشد کی کاروائی کو جموں و کشمیر ریاست اور ہندوستان دونوں کے لئے خطرناک اور نقصان دہ سمجھتی ہے۔ تو پھر یہ لوگ ہمیں وہاں کیسے پہنچا سکیں گے۔ اور ان مسلمہ باغیوں مخالفوں دشمنوں کی لیڈرشپ میں ہمیں کس طرح ہندوستان کے ساتھ الحاق کرنے کے سلسلہ میں امداد ہو سکتی ہے۔

## ایک ودھان کی بات

عجیب شرط لگاتے ہیں کہ سارا ودھان لاگو کرو ورنہ صرف جموں کو ہندوستان کے ساتھ شامل کر دو۔ جب یہ مسلمہ ہے کہ جموں و کشمیر ریاست کے حالات دوسرے صوبوں اور ریاستوں سے مختلف ہیں۔ اور معاملہ یو، این، او میں پڑا ہوا ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا، اور ہمیں دستور ساز اسمبلی بنانے کا اختیار مل چکا ہے اور یہ اسمبلی اپنا کام کر رہی ہے ہمیں اپنا ودھان بنانے کا اختیار ہندوستان کے ودھان نے ہی دیا ہے۔ تو پھر ہم تو حکم مانتے ہیں۔ اور ہر کام گورنمنٹ آف انڈیا اور پارلیمنٹ کی منظوری سے کرتے ہیں۔ مگر ہمارے پرلیشدی بھائی گورنمنٹ آف انڈیا۔ کانگرس پارٹی اور پارلیمنٹ کے فیصلہ جات کو نہ مانتے ہوئے عدول حکمی کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو وفادار ہونے کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔

## کونسل آف سٹیٹ کا فیصلہ

جب جموں و کشمیر کے سمجھوتہ کے مسئلہ پر کونسل آف سٹیٹ اپر ہوس میں بحث ہوئی اور میں نے بھی تقریر کی۔ تو جب رائے لی گئی تو سارے ہاؤس میں سے صرف ایک مخالف اور باقی ہمارے حق میں تھے جو ہمارے مخالف تھا اُسے جب پوچھا گیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں، کہنے لگے کہ گورنمنٹ کانفرنس

اور شیخ عبداللہ ہمارا کہنا نہیں مانتے تو ساری فوجیں واپس بلا لینی چاہئیں اور ساری امداد بند کر دینی چاہیئے۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ یہ نادان دوست ایسے ہوتے ہیں۔ سب نے کہا کہ اگر چند گھنٹے بھی باڈر سے فوج ہٹ جائے اور امداد بند ہو جائے تو جن پرجا پریشدیوں کی حمایت میں آپ بولتے ہیں۔ ان کے اپنے اپنے علاقہ جات چند تحصیلات جن کے ساتھ ساتھ چند گز کے فاصلہ پر باڈر ہے۔ ایک دم ختم ہو جائینگے تو سب سے پہلے یہ قوت کا شکار ہوں گے۔ اس لئے یہ حمایت نہیں ہے بلکہ دشمنی ہے جب ۳۶ کروڑ ہندوستانیوں کے نمائندگان، پارلیمنٹ نے دونوں ہاؤسوں میں ماسوائے چار پانچ مخالفین کے باقی سینکڑوں کی رائے سے جموں و کشمیر کے مسئلہ کو منظور کیا، تو کوئی وجہ نہیں کہ انہی امور کی بابت پرجا پریشدی شور کریں۔ آخر ان کی حیثیت و پوزیشن و اختیار اس بارے میں کیا ہے۔ ہر فیصلہ و سمجھوتہ و قانون جو پارلیمنٹ کی منظوری سے ہوا ہے اُسے وُہی رد و بدل کر سکتی ہے۔ ایک فرقہ کے چند خود سر لوگوں کی طرف سے ڈرا دھمکا کر ہلڑ بازی اور بغاوت سے اور متشددانہ کاروائی سے منظور شدہ فیصلہ بدلا نہیں جا سکتا۔

## ودھان کے نعرے کا مقصد

یاد رہے کہ مکمل ودھان کا نعرہ محض فریب ہے۔ ودھان تم نے یہاں اپنے حالات کے مطابق حسب اجازت گورنمنٹ آف انڈیا بنایا ہے اور بنا رہے ہیں۔ اس لئے سالم ودھان کے لاگو ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اس سے پرجا پریشدیوں کا یہ منشا و غرض ہے کہ غریب کاشتکاروں سے ان کو معاوضہ دلایا جائے۔ جو آج تک مفت خور ہے گھر بیٹھکر کھاتے رہے اور لوٹ کھسوٹ کرتے رہے۔ یعنی نادار بھوکے لوگوں سے معاوضہ جاگیر دار لیں

دولتمندوں [illegible] ساہوکار [illegible] اور بڑے [illegible] [illegible] پھر سے

غلام و ذلیل حالت میں دبا کر رکھا جائے وغیرہ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ان کے
اس منشاء و ارادہ سے صاف ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ لوگ غریب، نادار، مفلس کاشتکاروں
کے خون کا آخری قطرہ بھی معاوضہ کی صورت میں بڑے بڑے زمینداروں،
جاگیرداروں و چک واروں کو دلانا چاہتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ہم ریاست کے لوگوں
کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ یہ عجیب بہتری ہے اور عجیب قسم کی دوستی ہے۔ اور اس
کے علاوہ بدستور قائم کر کے غریب جنتا کو غلامانہ زندگی بسر کرنے ذلیل اور بے بسی
کی حالت میں رکھنے کے لئے میدان میں اترے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو خصوصیت سے
محنت کشوں مزدوروں اور کسانوں کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ براہ راست آپ کے
برخلاف پرجا پریشد کی ایجی ٹیشن ہے اور یہ ہلڑ بازی دہشت زدگی کا جو طوفان انہوں
نے برپا کر رکھا ہے۔ یہ دراصل ہماری ترقی بہتری کے تمام راستے روکنے کے لئے ہیں اور
آپ سے زمینات واپس لینے اور جس قدر قرضے منسوخ ہوئے ہیں ان کو پھر بحال کرنے
اور بے دام غلام بنائے رکھنے کے لئے چال چلی جا رہی ہے۔ آپ کو ہر طرح ہوشیار
اور چوکنا رہنا چاہئیے۔ آج آپ غریبوں کو پرجا پریشد کی طرف سے دھمکایا جاتا ہے
اور ڈرایا جاتا ہے۔ اور قوت کا خوف دلایا جاتا ہے۔ لوٹ مار کرنے کی دھمکیاں دی
جاتی ہیں۔ اگر آج آپ ڈر گئے اور ان کے فریب و رعب میں آ گئے تو پھر قیامت تک
نہیں اٹھ سکیں گے۔ اور جو تھوڑی بہت آزادی آپ لوگوں کو ملی ہے وہ جاتی رہیگی
آخر وہ کون لوگ ہیں جن سے ڈرتے ہیں کیا آپ نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں۔ آپ نامرد
ہیں۔ گئے گذرے ہیں کہ اپنی عزت، جان و مال و حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آپ
کو ہر طرح اپنے حقوق و جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آپ کو ہر طرح اپنے
حقوق و جان و مال کی حفاظت کا اختیار ہے۔

## نیشنل کانفرنس کا طرزِ عمل

نیشنل کانفرنس سب کا بھلا چاہتی ہے کسی کی دشمن نہیں ہے۔ اور بلاشبہ تمام محنت کشوں، مزدوروں، کسانوں اور بیکار دکھی لوگوں کی مددگار ہے۔ اور ان کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتی ہے۔ یہ اپنے پروگرام اور مشن و کام سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی آگے ہی بڑھے گی۔ اگر نیشنل کانفرنس کے کارکنوں سے خواہ مخواہ پریشدی الجھیں گے اور ٹکر لیں گے تو نتائج کے وہ ذمہ دار ہوں گے نیشنل کانفرنس اُن سے مار کھانے دبنے اور خوف زدہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہے میں تمام نیشنل کانفرنسیوں کو کہتا ہوں کہ ہمیں پولیس اور فوج کے سہارے ہی نہیں جینا بلکہ اپنے بل بوتے پر کھڑا رہنا ہے۔ یہ ایک تنظیم ہے اور پاک و زندگی بخش پروگرام کو سامنے رکھتے ہوئے سیاسی آزادی کے ساتھ اقتصادی آزادی کو حاصل کرنے اور تمام غریب جنتا کا معیار زندگی اونچا کرنے کے لئے تیار کھڑی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پہلے محبت پریم سے سمجھائیں اور دلائل و واقعات پیش کریں جو بھائی سمجھ جائیں۔ ان کا شکریہ ادا کریں۔ اور یہ سمجھیں کہ وہ تباہی سے بچ گئے۔ اور جو خواہ مخواہ مخالفت محض مخالفت کی خاطر کرتے ہیں۔ اور موجودہ نظام و تنظیم و امن کو برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اور تمام دلائل وجوہات واقعات و سمجھ بوجھ اور سوچ بچار سے گذر کر دہشت زدگی ہُلڑ بازی شورش اور تشددانہ کاروائی پر اتر آئیں۔ اُن کے آگے ہم نے ہاتھ جوڑ کر اپنے جان و مال عزت و آبرو کو ختم نہیں کر دینا۔ اپنی حفاظت کے لئے ہی نہیں بلکہ غریب جنتا کے جان و مال عزت کے لئے جان لڑا دینی ہے اور ایک دفعہ دکھا دینا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

## خانہ جنگی کے بُرے نتائج

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج پریشدی بھائی ایسی غلط اور خطرناک "تباہ کن" حرکات کر رہے ہیں کہ جس سے نہ صرف

گورنمنٹ جموں وکشمیر و گورنمنٹ آف انڈیا کا تختہ اُلٹنے کی مستمہ سازش کا شکار ہو رہے ہیں بلکہ اپنے ہی دیش نواسیوں میں لڑائی فتنہ وفساد پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنے ہی بھائیوں کے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں۔ اس طرح ہم سب تباہ ہو جائینگے کیونکہ جس ملک میں خانہ جنگی ہو گی۔ اس کو کون بچا سکتا ہے۔ اور پھر ایسی حالت میں جب کہ دشمن چند گز کے فاصلہ پر بیٹھا ہے۔ آج جو دوکانوں پر بیٹھے ہلڑبازی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اور دھمکاتے ڈراتے ہیں۔ ذرہ سی دشمن کی طرف سے ڈر کی آواز آئی۔ ان کو بھاگتے دیر نہ لگے گی۔ اور یہ جا پریشدی خاص کر ان کے کرتا دھرتا تو اپنا آسرا جائے پناہ ہندوستان کے فرقہ پرستوں کے پاس بنا چکے ہیں۔ ان کا کیا بگڑے گا۔ اگر خدانخواستہ بھاجڑ پڑی گڑبڑ ہوئی تو جیسے پہلے ہی غریب ریفیوجی بن کر آئے تباہ و برباد ہو کر ادھر پہنچے ہیں۔ ان کو مصیبت ہو گی اور ان چھوٹے موٹے قصبوں کے لوگوں کو بھی عظیم نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا۔

## مُلک کی تقسیم ناممکن ہے

یہ دل خوش کُن نعرہ پریشدی لگا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں کہ جموں کو ہندوستان کے ساتھ شامل کیا جانا چاہیئے انہیں معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ جو کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور فوجیں بیٹھی ہیں پُل و سڑکات تیار ہوئی ہیں۔ وہ صرف چند تحصیلات علاقہ جموں کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ سارے دیش جموں و کشمیر ریاست کے لئے ہیں۔ اور پھر کیا گورنمنٹ آف انڈیا سے پریشدیوں نے پوچھ بھی لیا ہے کہ ہم کشمیر کو چھوڑ کر صرف چند تحصیلات دو قومی تھیوری کے مطابق ہندوستان کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں کبھی ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا اور ہندوستانی بھائی انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیں گے یا اس تباہ کُن تجویز کو منظور کریں گے۔

ہرگز نہیں۔ اور پھر وہ ایسے غلامانِ وطن اور کشمیر کے ساتھ صریحاً دھوکہ وغیر وفاداری کرنے والوں کو اپنے ہاں خوشی سے لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے ان پرچارپرلیشر یوں کی بدولت ان کی امداد و ہلڑ بازی سے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کے ساتھ شامل ہوتے رہے ہے۔ یہ بھائی اتنا نہیں سوچتے کہ جب جموں کشمیر سے کٹ گیا۔ اور کشمیر کو آپ نے پاکستان کے رحم پر چھوڑ دیا۔ تو جو مورچے یہاں سے چار سو میل تک قائم ہیں وہ نہیں رہیں گے دشمن نزدیک آجائے گا۔ اور پھر شمال وجنوب دونوں طرف سے جو دشمن کا حملہ ہوگا۔ اس کا اثر ڈوگردیش پر جو پڑے گا۔ اُسے سامنے رکھنا چاہیئے۔

## کیا صرف ہندو ووٹ فیصلہ کرینگے

دلائے شماری کے سلسلہ میں یہاں کے آٹھ نو لاکھ ہندوؤں سکھوں بودھوں کی تو خوشامد نہیں ہے۔ ان کی رائیں ووٹیں تو شیخ محمد عبداللہ اور جواہر لال جی کی جیب میں ہیں۔ اگر محض ہندوؤں سکھوں کی رائے سے ہی جموں وکشمیر ریاست کا ہندوستان کے ساتھ مکمل الحاق کا فیصلہ ہو سکتا ہے تو پھر بحث ہی کیا ہے۔ ڈر و اندیشہ ہی کیا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ ناممکن ہے کہ صرف ہندوؤں سکھوں کے کہنے پر ہی ساری ریاست ہندوستان کے ساتھ مکمل طور پر شامل ہو سکتی ہے۔ یہ خواب وخیال ہے اور اپنے آپ کو و غریب جنتا کو عظیم دھوکہ و فریب میں رکھنا ہے ہم خوش قسمت ہیں کہ جن کی جان و مال عزت و آبرو دھرم و مذہب کو بچانے والا شیخ محمد عبداللہ معہ لاکھوں مسلمانوں کے ہمیں ہندوستان لے جا رہا ہے۔ اور ہند کے ساتھ شامل ہوئے ہے۔ اور بار بار کہہ چکا ہے اعلان کر چکا ہے رزلیوشن پاس کر چکا ہے کہ جو سمبندھ جموں وکشمیر کا ہندوستان کے ساتھ ہو چکا ہے۔ وہ اٹوٹ ہے اٹل ہے اُسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کسی خاص سیاسی عقیدہ آدرش و اصول۔ انسانیت و بھائی چارہ۔ سیاسی و اقتصادی آزادی کی حمایت کے پیش نظر اور مہاتما گاندھی کے

آدرش کو سامنے رکھتے ہوئے اُس کے آزاد اور متحد دیش کے ساتھ سمبندھ کیا ہے اب اگر رائے شماری ہو تو لازمی طور پر جب ہندوؤں اور سکھوں کا رویہ برتاؤ سلوک رہن سہن مُسلم برادروں کے ساتھ نہایت نیک و پاک اور صادقانہ حقیقی دوستی اور بھائی چارہ کا ہو۔ اور یہ بھائی فرقہ پرستی سے بالاتر ہوں حقیقی قوم پرست ہوں۔ تب ہی وہ ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے حق میں ووٹ دے سکتے ہیں۔ اور بلاشبہ ہم جموں نواسیوں سے پہلے کشمیریوں نے ہندوستان کے ساتھ الحاق کا دل سے سمبندھ کیا۔ اور ہند سینا کے ساتھ ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ یہ آدرش کی لڑائی ہے۔ حق و باطل کی لڑائی ہے۔ مذہبی جنگ نہیں ہے۔ اگر مذہبی جنگ ہوتی جیسا کہ بدقسمتی سے پاکستان کے اصول کے مطابق دو قومی تھیوری کے زیر اثر ہوتی۔ تو پھر کشمیر کے لوگوں اور شیخ عبداللہ کا ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا مُشکل تھا۔

## عبداللہ کا امتحان ہو چکا اب تمہاری باری ہے

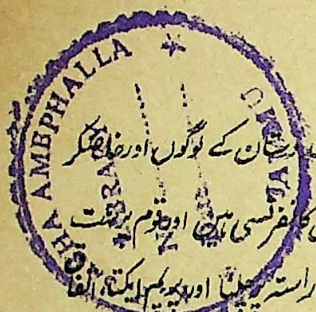
کتنے افسوس کا مقام ہے کہ یہ پرجا پریشدی بظاہر ترنگا جھنڈا، ودھان، پردھان کو سامنے رکھ کر عام مذہب زدہ سادہ لوح لوگوں کو غلط بے بنیاد خطرناک مذہبی نعرے لگا کر بھڑکاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں۔ کہیں کہتے ہیں کہ ہندو راج جاتا رہا۔ کہیں کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ مسلمان ہے مسلمانی راج ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن کی آنکھیں ہیں۔ دل و دماغ صحیح ہے وہ دیکھتے سمجھتے و جانتے ہیں۔ بچشم خود انہوں نے دیکھ لیا اور امتحان کر لیا ہے کہ جب قبائلی و پاکستانی مار دھاڑ کرتے آئے اور سری نگر کے پاس پہنچ گئے وہ مسلمان کہلاتے تھے۔ قرآن شریف بھی اُن کے ساتھ تھا۔ اسلام کا بھی واسطہ دیتے تھے۔ اللہ اکبر کا بھی نعرہ بھی لگاتے تھے مگر شیخ محمد عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے فوراً بھانپ لیا اور سمجھ گئے کہ یہ نعرے محض فریب ہیں اور دھوکہ ہیں۔ جبکہ

ہر ایک مرد و عورت بچے بوڑھے کے قاتل لوٹ مار کرتے غارت گری کرتے ہوئے ہمارے ملک قوم کو برباد کرنے کے لیئے چڑھ دوڑے ہیں ان کا ایمان کیا۔ اسلام کیا۔ اور نعرہ کیا اور شیخ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے سچا نیک پاک نعرہ اتحاد و اتفاق پریم محبت یک جہتی اور بھائی چارہ کا لگایا۔ اور خدا کے تمام بندوں مخلوق کو بلا لحاظ مذہب و ملت گلے لگایا اکٹھا کیا۔ کیا اُس وقت اگر وہ مسلمان راج چاہتا اور خود بادشاہ بننا چاہتا تو اُسے کون روک سکتا تھا۔ فوج نہ تھی پولیس نہ تھی۔ گورنمنٹ کا سارا انتظام ختم ہو چکا تھا۔ راجہ وہاں سے چلا آیا تھا۔ اور کشمیریوں اور پھر دو لاکھ ہندوؤں سکھوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے رات رات جموں چلا گیا۔ اور پھر جموں میں جو کچھ ہُوا وہ دردناک منظر تھا۔

## ایک تاریخی واقعہ

حملے کے دن سری نگر میں ہزاروں مرد عورتیں ہیٹے تھے اور نہایت خوف زدہ تھے کہ اب ان کو کون بچائے گا۔ میرے پاس آئے میں نے کہا کہ شیخ محمد عبداللہ بچائیگا۔ مجھے کہنے لگے کہ وہ کیسے بچائے گا جبکہ جموں میں برادرانِ وطن کے ساتھ خونی ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے اور پاکستانی قبائلی آ چکے ہیں۔ اور یہاں تمام مسلمان ہیں۔

اتنے میں شیخصاحب کو معلوم ہُوا کہ ہندو سکھ گھبرا گئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ ان کو امان اور پناہ دو اور جگہ و خوراک کا بندوبست کرو۔ یہ خدا کی امانت ہیں۔ دوستو! میں اسی دُنیا میں آپکے سامنے اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ سلوک جو شیخصاحب نے اُسوقت ہمارے ساتھ کیا یہ رہتی دُنیا تک یاد رہے گا۔ اور پھر شیخصاحب ہزاروں من چاول دال ساگ لکڑیاں وغیرہ مہیا کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ جب تک اس کی جان میں جان ہے جب تک اُس کے جسم پر اُس کا سر ہے۔ اور اُس کی آنکھیں کھُلی ہیں کوئی شخص کسی ہندو سکھ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اور شیخصاحب نے صاف طور پر کہا کہ ہم تمہا



گاندھی کو کیا جواب دینگے اور وہاں مہاتما کے دیش ہندوستان کے لوگوں اور خاص کر ہندوؤں و سکھوں کو کیسے منہ دکھائیں گے کہ ہم نیشنل کانفرنسی ہیں اور قوم پرست ہیں۔ جب ہمارا آدرش مہاتما گاندھی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا اور ہندو مسلم ایکتا، اتفاق و محبت کو قائم کرنا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ یہاں ہندو مسلم فساد ہونے پائے۔ چنانچہ اُس وقت جبکہ موت سامنے تھی۔ اور ایک آدھ دن میں سارے ہندو اور سکھ ختم ہونے والے تھے شیخ عبداللہ نے ان کو بچایا اور گلے لگایا۔ اسی لئے تو مہاتما گاندھی جیسے مہان پرش نے جبکہ ہندو مسلمان سکھ ہندوستان میں لڑ پڑے۔ اور قتل و خون ہوئے کہا تھا کہ "مجھے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے اگر کہیں روشنی کی کرن دکھائی دیتی ہے تو وہ کشمیر میں۔ وہ کرن دراصل شیخ محمد عبداللہ میں تھی۔ جو ہندو و سکھوں کو خدا کی امانت سمجھتا تھا۔ اور ان کی جان بچانے کے لئے اپنی جان پر کھیلنے کو تیار تھا۔ اور اس وقت جو مہاتما جی نے کہا کہ وہ اب تک کتاب میں درج ہے کہ ایسے وقت جبکہ جموں میں قتل و خون ہو رہا تھا شیخ محمد عبداللہ نے دماغ کو ٹھنڈا رکھا اور ہندوؤں سکھوں کو بچایا۔ ان کی حفاظت کی بلکہ اس وقت مہاتما جی نے یہ بھی کہا تھا کہ کشمیر کا سچا راجہ تو شیخ عبداللہ ہی ہے۔ یہ کیوں۔ اس لئے کہ اس کو سب دل سے چاہتے ہیں۔ اور عوام کے دلوں میں اس کی محبت ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اُس وقت جبکہ راجہ چلا گیا کوئی والی وارث نہ رہا۔ تو اُس وقت کہاں تھی پرجا پریشد اور اس کے لیڈر۔ پنڈت پریم ناتھ صاحب کہاں تھے ہندو مہاسبھا کہاں تھی۔ وہ دھرتا کرنا جو پرجا پریشد کو چلا رہے ہیں وہ تو اُس وقت لوٹ کھسوٹ قتل و خون کا ڈرامہ کھیل رہے تھے۔ آخر ملک و قوم کی خدمت سیوا قربانیوں کا کیا ریکارڈ ان کے پاس رہا ہے اور یہ کب سے سارے دیش کی نمائندہ بنی ہے

**احسان فراموش نہ ہو** یہ کسقدر احسان فراموشی و کبرت گھنتا ہے کہ جس
نے اسقدر احسان کیا ہو مکمل انسانیت حق و انصاف اور ہمدردی کا سلوک کیا ہو
اور پھر جس نے اب تک لاکھوں روپیہ کی امداد ہم کو دی۔ پھر سے اُجڑتے ہوئے ملک کو
آباد کیا۔ اور دن رات ایک کرکے پھر سے امن بحال کرنے کی کوشش کی۔ اور آج ہم پھر سے
سرسبز کھیتوں کے درمیان بیٹھ کر ہر بھائی آزادی سے جلسے کرتے ہیں۔ کاروبار کرتے
ہیں کوئی خوف و خطرہ نہیں ہے۔ ایسے ہمدرد و نیک انسان کے برخلاف ایجی ٹیشن کرنا اُسے
بُرا بھلا کہنا اور ملک کے امن کو تباہ کرنا اور از سرِ نو میدان جنگ تیار کرنا فتنہ و فساد
پیدا کرنا دہشت زدگی پھیلانا کہاں کی انسانیت تدبّر اور سیاست ہے۔ یہ تو محض وطن
دشمنی ہے اور اپنے ہی گھر کو آگ لگانا ہے۔ اسی کشتی کو ڈبونے کی کوشش ہو رہی ہے
جس میں ہم سب سوار ہیں۔ کیا آپ بھول گئے کہ صدیوں کے بعد شیخصاحب نے غریبوں
و ہریجنوں کو گلے لگایا۔ ان کے گلے میں ہار ڈالے۔ زمینات کا مالک بنایا۔ اور ان کا معیار
زندگی بلند کرنے کے لیئے ہر ممکن کوشش کی۔ تو جو لوگ آپ کو غلام بنائے رکھے تھے
ان کو ناگوار گزرا۔ آج وہ مخالف ہیں تمہاری بھلائی نہیں چاہتے۔

**ذرا انصاف سے کام لو** آج ہمیں اپنے عقیدہ کے مطابق دھرم
کو سامنے رکھ کر اپنے گورو۔ پیر پیغمبر اوتار کو یاد کر کے دیکھنا چاہیئے
اور حق و انصاف کی تکڑی ترازو میں نیشنل کانفرنس کے لیڈروں اُن کے کاموں
خدمات اور شیخصاحب کی طرف سے ہمدردانہ منصفانہ، برادرانہ سلوک انسانیت
اور قوم پرستی کا زندہ ثبوت ایک طرف اور پرجا پریشد کی کرتوتوں کو دوسری طرف
رکھ کر تولنا چاہیئے پھر دیکھنا چاہیئے کہ کون سا پلڑا بھاری ہے۔ اور کس نے ملک اور
قوم کی خدمت کی ہے بھلائی کی ہے اور کون امتحان میں پورا اُترا ہے کون ہمیں ہند

کے ساتھ شامل کئے ہوئے ہے کس نے اب تک ہندوستان کا جھنڈا کانگرس کی حمایت اور ہندوستان کی آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور لے رہا ہے۔ کون ہماری جان و مال عزت و آبرو دھرم مذہب کو بچانے کے لئے معہ لاکھوں مسلم بھائیوں کے ہندوستان کے ساتھ سمبندھ کئے ہوئے ہے۔ اس لئے ان تمام واقعات کو پیش نظر رکھ کر اچھی طرح سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئیے کہ کس کا راستہ صحیح ہے کون سی جماعت دراصل ملک کے بھلے کے لئے کام کر رہی ہے اور کون سی جماعت تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔

میں نے آپ کا بڑا وقت لیا ہے۔ چونکہ میں اب اتنے بڑے جموں پرانت میں ہر جگہ نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک تو پمفلٹ "دل سے دل کی باتیں" لکھ کر آپ کو بھیج دیا ہے۔ اور دوسرے آج باقی باتیں صفائی سے آپ کے سامنے رکھ دی ہیں اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ کون سا راستہ صحیح ہے اور کس میں ملک و دیش کا بھلا ہے

**میری جدوجہد**

میں اتنی بات اپنے متعلق کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں شروع سے ہی جبکہ ابھی کوئی سبھا سوسائٹی سیاسی پارٹی میدان میں نہیں آئی تھی اس ملک و قوم کی بھلائی آزادی و ترقی کے لئے آواز اُٹھاتا رہا ہوں۔ میں نے "کسان کی داستان" اور "غریبوں کے دکھ کا علاج" دو چھوٹی کتابیں لکھی تھیں جسے ۲۲ برس گذر چکے ہیں۔ چالیس لاکھ باشندگان ریاست سے میں ہی تھا جسے اس قصور میں قلعہ لاہور میں بند کیا گیا تھا کہ اُس وقت میں نے کہدیا تھا کہ اب اس ریاست کی جڑ ہل گئی ہے اور شخصی راج ظلم و ستم قائم نہیں رہ سکتا۔ میں نے مزدوروں کی دردناک حالت دیکھی۔ کسانوں کو سردی اور گرمی میں کھیتوں میں کام کرتے مویشیوں کے ساتھ مضر صحت مکانات میں رہتے دیکھا۔ شدت کی سردی میں فصل کاٹتے کھاد ڈالتے۔ غلہ نکالتے،

بخار چڑھتے ہوئے دیکھا، اُن کی غربت افلاس و دُکھ نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ اس لئے میں اگر نیشنل کانفرنس میں شامل ہُوا ہوں تو صرف اس لئے کہ محنت کش مزدوروں اور کسانوں پر بے کار دُکھی نوجوانوں کے دُکھ درد کو اُن کی پریشانی کو دُور کیا جائے۔ اور ان کا معیار زندگی بُلند کیا جائے۔ تاکہ یہ بیچارے جو صدیوں سے غلامی ذلالت فاقہ مستی میں دُکھ و مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ اور ایک حیوان کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کئے جا رہے ہیں۔ جو خوشحال آسودہ باعزت انسان کی طرح مناسب خوراک کپڑا اور باصحت مکان حاصل کرتے ہوئے اور کام کاج ملنے کی صورت میں اچھی طرح زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔

## پارلیمنٹ میں میرا مقصد

اسی حصول اور مقصد کو لیکر ہی میں ہند کی پارلیمنٹ میں گیا ہوں۔ یہاں ہی نہیں وہاں اپر ہوس کونسل آف سٹیٹ میں بھی میں نے صاف کہدیا ہے۔ اور تقریر کی ہے کہ خواہ کتنے ہی پانچ سالہ پلان بنائے جائیں جب تک بُنیادی بات کو دُرست نہ کرو گے کبھی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ اس وقت محنت کش مزدور اور کسان دُکھی ہے۔ اور دیکھ رہا ہے کہ کب ان کی دُنیا روشن ہوگی۔ کب اُسے مناسب خوراک کپڑا اور اچھا باصحت مکان میسر آتا ہے۔ اور صاف کہا کہ جب تک غریب محنت کش بیکار رہیں۔ دُکھی ہیں بھوکے ہیں تب تک کسی قسم کا امن نہیں ہو سکتا۔ آخر ہماری ریاست میں کیا اور دوسری جگہ ۹۰ فیصدی زراعت پیشہ ہیں مزدور ہیں۔ ان سب کی حالت خراب ہے۔ ان کو کام دینا اس کا معیار زندگی بُلند کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔ ایمان ہے اور یہی حق و انصاف ہے اور یہی سیاسی آزادی و اقتصادی ترقی کا مطلب ہے میں گورنمنٹ کا ملازم نہیں ہوں مجھے کسی کی خوشامد یا ڈر نہیں ہے میں صاف صاف

باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اور جو صحیح راستہ میں سمجھتا ہوں۔ وہی عام جنتا کو بتاتا ہوں کہ کوئی گورنمنٹ کوئی حکومت قائم نہیں رہ سکتی جب تک وہ عام جنتا کی بھلائی بہتری اور ان کا معیار زندگی بلند کرنے کا فرض پورا نہ کرے۔ حکومت و منسٹریاں کسی کی میراث نہیں ہیں۔ جسے عوام پسند کریں گے اور جو فی الواقع عام جنتا کی پوری پوری خدمت کریگا۔ اور ان کا اعتماد حاصل کریگا۔ اور ان کے دلوں میں گھر کرے گا۔ وہی مقبول ہوگا۔

## نیشنل کانفرنس کے فرائض

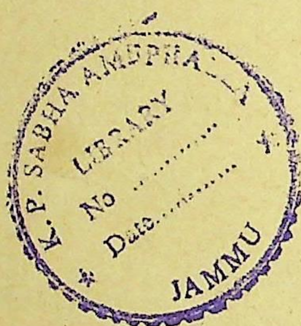
عوامی راج میں جنتا کی معقول جائز واجبی باتوں پہ ہر وقت دھیان دینا چاہیئے اور یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ نیشنل گورنمنٹ کسی معقول جائز مطالبہ یا مانگ کے منظور کرنے سے انکار کرے۔ نیشنل کانفرنس کا فرض ہے کہ جنتا کی ہر مشکل کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ نیشنل کانفرنس کی تنظیم اگر مضبوط ہو۔ اور ہم خود سچے اور صادق سیوادار ہوں اور بیغرضانہ خدمت خلق کے کام میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ اور ذاتی مفاد خود غرضی سے بالاتر ہوں تو ہم ہر ایک افسر حاکم کا جواب لے سکتے ہیں اور اسے بدل سکتے ہیں۔ شکائتیں ہوتی ہیں۔ مطالبے پیش ہوتے ہیں۔ ہر جگہ ہر صوبہ ہندوستان پنجاب سب جگہ ایسا ہوتا ہے مگر اس کا علاج ہلڑبازی دہشت زدگی اور بغاوت نہیں ہے اور پھر ایسے نازک دور میں جس میں ہم گزر رہے ہیں۔ اس قسم کا شور و شر سوائے دشمن کو فائدہ پہنچانے کے کچھ نہیں۔ اس سے ملک کا بھلا نہیں ہوسکتا۔ دستور ساز اسمبلی بن چکی ہے۔ اس میں ہر ایک سوال تجویز بل پیش ہوسکتا ہے اور آزادی سے جائز نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ لیکن ذرہ امن و فرصت درکار ہے۔

# گنگا گئی ہڈیاں واپس نہیں آئیں

نوٹ: جو کچھ اوپر لکھا ہے وہ
وقت آرہا ہے کہ تمام محنت

کشوں غریب مزدوروں اور کسانوں کو اپنے حقوق اور انسانی زندگی کی واجبی مناسب و معقول ضروریات حاصل کرنے اور کام کاج حاصل کرنے اور آسودہ و خوش حال باعزت انسانوں کی سی زندگی بسر کرنے کے قابل بننے کے لئے سامنے آنا ہوگا۔ اور تمام رجعت پسند، جاگیردارانہ سرمایہ دارانہ پوسیدہ نظام کے پرزوں اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے عناصر کے برخلاف کھڑا ہونا ہوگا غلامی کا دور اور شہنشاہیت کا راج اب ختم ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں "گنگا گئی ہڈیاں واپس نہیں آسکتیں۔"

پرانے خواب جاتے رہے۔ نیا دور ہے۔ نیا نظام ہے۔ کام کرنے والا محنت کش طبقہ ساری زندگی کا سہارا ہے۔ خدا سے اتر کر اس محنت کش طبقہ مزدور کسان کی حیثیت و پوزیشن ہے۔ ایسے زندگی بخش قیمتی طبقہ کو کب تک دبائے رکھیں گے۔ اور گمراہ کرتے رہیں گے۔ اور دام فریب میں پھنسائے رکھیں گے اس لئے ہر قوم پرست بھی خواہ ملک و قوم کا فرض ہے کہ وہ اس محنت کش طبقہ کی ہر طرح امداد کرے۔ اور جو بھی اس کی ترقی و بہتری کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرے۔ اسے سامنے سے ہٹا دے۔ بس آپ کو ہر طرح جتھہ بند ہو کر مستعد ہو جانا چاہئے۔ اتفاق و محبت ضروری ہے۔ سب انسانی بھائی مل کر اپنے دیش و قوم کا بھلا چاہنے کا کام کرو۔ جب تک ہمارے آپس میں اتفاق رہے گا۔ اور ایک انسانی رشتہ مقدم رہے گا تب تک آپ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا ہم اپنے ملک میں اندرونی امن قائم رکھ کر مل جل کر اتفاق اور جتھہ بندی سے ہی بچا سکتے ہیں۔ ابھی دشمن سر پر کھڑا ہے۔ خبردار رہنا چاہئے۔ اور موجودہ ہلڑ بازی شور و شر کو بند کرنا چاہئے۔ ہر بات مطالبہ کے لئے جائز اور آئینی طریق اختیار کرنا چاہئے۔


K. P. SABHA AMBPHALLA
LIBRARY
No .............
Date.............
JAMMU

عبدالرشید کاملی نے پیپلز پرنٹنگ پریس جموں میں چھپوا کر دفتر آل جموں و کشمیر
نیشنل کانفرنس ریذیڈنسی روڈ جموں سے شائع کیا۔